۱۲

آنحضرت ﷺ کا مقام محمود

(فرمودہ ۲۹/اپریل ۱۹۲۷ء)

تشہد تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

مسلمان ازان کے بعد ہر روز ایک دعا پڑھتے ہیں۔ مگر تعجب کی بات ہے کہ اس دعا پر انہوں نے کبھی اس طرح غور نہیں کیا جس طرح انہیں کرنا چاہئے اگر انہوں نے غور کیا ہو تا تو انہیں معلوم ہو جاتا کہ اس میں یہ سکھایا گیا ہے کہ اے خدا جس نے اس کامل دین کو دنیا میں قائم کیا ہے۔ جس میں کوئی نقص نہیں۔ اور وہ آواز بلند کی جس میں تمام روحانی بیماریوں کا علاج موجود ہے۔ ایسے طریقوں سے دنیا کو اپنی طرف بلایا ہے کہ اس سے بڑھ کر کوئی کامل آواز ہو نہیں سکتی۔ پھر دنیا میں ایسی عبادت قائم کی ہے جو ہمیشہ راسخ رہے گی۔ اور اس کا نفع اور فوائد ایسے وسیع ہوں گے کہ ان میں کبھی کمی نہیں ہو گی۔ حقیقی فوائد جو عبادت کے ہیں وہ نماز سے ہی پہنچیں گے۔ اور وہ سچی راہنمائی جو انسانوں کے لئے مقصود ہے صرف اسی آواز سے ہوتی رہے گی جو رسول کریم ﷺ نے بلند کی۔ پس اے خدا جس نے یہ دونوں چیزیں قائم کی ہیں۔ یعنی ایک وہ دعوت جس کی وجہ سے لوگ ہمیشہ اسلام میں جمع ہوتے رہیں گے اور ایک وہ روحانی روشنی کا مینار۔ نماز۔ جس سے لوگ تیری طرف رہنمائی حاصل کرتے رہیں گے۔ ہم ان دو کا واسطہ دے کر کہتے ہیں۔ جب یہ دونوں چیزیں تو نے محمد رسول اللہ ﷺ کے ذریعہ قائم کیں تاکہ انسان کی کامل اصلاح ہو جائے۔ اور وہ تیرا قرب پا سکے تو اے خدا جس طرح تیرے اس رسول نے ہمارے لئے تیرا قرب پانے کا رستہ کھول دیا ہے تو بھی اس کو اور زیادہ قرب عطا فرما۔ اور جس طرح اس نے مسلمانوں کو برتری کے مقام کی طرف بلایا تو بھی اس کو اور برتری بخش۔ یعنی ایک تو اس کو اپنا ذاتی قرب عطا کر۔ اس لئے کہ اس نے ہمارے لئے تیرے قرب کی راہیں کھولیں اور دوسرے اس کا مرتبہ بلند کر۔ کیونکہ ہمارے لئے اس

نے بلند مرتبہ پانے کا راستہ قائم کیا- پس تو اس کو وہ مقام دے جس پر آج تک اور کوئی نہ پہنچا ہو- اور وہ مقام مقامِ محمود ہی ہے-

یہ اس دعا کا مطلب ہے- جو ہر مسلمان اذان کے بعد پڑھا کرتا ہے- ادھر مسلمانوں کے شاعر فخریہ کہا کرتے ہیں ہم اس رسول کے ماننے والے ہیں جسے خدا نے مقامِ محمود عطا کیا مسلمانوں کے خطیب ممبروں پر کھڑے ہو کر کہا کرتے ہیں- رسول کریم ﷺ کو وہ مقام ملا جو دوسرے انبیاء کو نہیں ملا- لیکن عجیب بات ہے باوجود اس کے کہ روزانہ کئی کئی مرتبہ اس دعا کو پڑھتے ہیں- جس میں رسول کریم ﷺ کے مقام محمود پانے کا ذکر ہے- لیکن انہوں نے کبھی نہیں سوچا کہ مقام محمود ہے کیا-

بعض لوگ کہا کرتے ہیں کہ احمدی اذان کے بعد دعا نہیں مانگتے حالانکہ یہ غلط ہے- احمدی دعا مانگتے ہیں اور احمدیوں سے بڑھ کر کوئی اور دعائیں مانگنے والا نہیں- ہاں وہ بناوٹ کے طور پر دعائیں نہیں کیا کرتے کہ الفاظ تو رٹیں اور مطلب نہ سمجھیں- وہ دعا کرتے ہیں اور مطلب و مفہوم سمجھ کر کرتے ہیں- مگر وہ لوگ جو اعتراض کرتے ہیں کہ احمدی اذان کے بعد دعا نہیں پڑھتے ان کی اپنی یہ حالت ہے کہ وہ اس دعا کے مفہوم پر غور نہیں کرتے اور صرف رسم کے طور پر لفظوں کو طوطے کی طرح رٹتے ہیں-

اتنا تو سوچنا چاہئے- آخر وجہ کیا ہے کہ اسلام اور نماز کا واسطہ دے کر یہ دعا مانگی جاتی ہے- اگر اس کا نماز کے ساتھ کوئی جوڑ نہیں- تو ایسے موقع کے لئے اسے کیوں رکھا گیا- جبکہ نماز کے لئے لوگوں کو پکارا جاتا ہے- پھر اگر وہ مقام محمود جنت کا کوئی مقام ہے جو اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَةِ التَّآمَّةِ وَالصَّلٰوةِ الْقَآئِمَةِ اٰتِ مُحَمَّدَا نِ الْوَسِیْلَةَ وَالْفَضِیْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَا نِ الَّذِیْ وَعَدْتَّهٗ اِنَّکَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ (مشکوٰۃ کتاب الصلوٰۃ باب الاذان) میں مانگا جاتا ہے تو یہ کہنا غلط ہے کہ اے خدا تو وہ مقام آنحضرت ﷺ کو عطا کر- کیونکہ اس کے لئے ہماری دعاؤں کی ضرورت نہیں وہ تو آپ کو پہلے ہی مل چکا ہے- پھر اب اس کے متعلق انسانی کوشش کا دخل ہی کیا رہ گیا- دنیا کے وعدے تو ٹل سکتے ہیں- کیونکہ ایسا ہو سکتا ہے کہ انسان کی غفلت اور کوتاہی کی وجہ سے وہ ٹلا دیئے جائیں- لیکن جو بات پوری ہو چکی ہو وہ نہیں ٹل سکتی- پس جنت کا مقام محمود تو رسول کریم ﷺ کو مل چکا- پھر اس کے متعلق یہ کہنا کہ اے خدا تو آپ کو وہ مقام عطا کر بے فائدہ بات ہے- دیکھو ہم یہ کبھی نہیں دعا کرتے کہ اے خدا تو رسول کریم ﷺ کو کوثر عطا کر- اسی

طرح ہم یہ کبھی دعا نہیں کرتے کہ تو دوسرے اعلیٰ اعلیٰ مقام آپ کو دے لیکن ہم مقامِ محمود کے لئے ہر روز دعا کرتے ہیں کہ اے خدا تو آنحضرت ﷺ کو مقامِ محمود عطا کر۔ جب رسول کریم ﷺ فوت ہوگئے تو اب کون سا خطرہ ہے کہ شاید مقامِ محمود آپ کو نہ ملے۔ آنحضرت ﷺ کو جو مقامِ محمود جنت میں ملنے والا تھا مل گیا۔ جس طرح اور اعلیٰ اعلیٰ مقامات آپ کو مل گئے۔ اسی طرح مقامِ محمود بھی آپ کو مل گیا۔ پس اگر وہ مقامِ محمود جو اس دعا میں مانگا جاتا ہے۔ جنت کے ساتھ تعلق رکھتا ہے تو اس کا تو تیرہ سو سال پہلے فیصلہ ہو چکا۔ اور وہ رسول کریم ﷺ کو مل چکا ہے۔ پھر اب اس کے متعلق درخواست کرنے کا کیا مطلب؟

حقیقت یہ ہے کہ مسلمان اس دعا میں آنحضرت ﷺ کے لئے جو مقامِ محمود مانگتے ہیں۔ وہ مقام جنت کے ساتھ تعلق نہیں رکھتا۔ بلکہ اس دنیا کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ اور ایسے رنگ میں تعلق رکھتا ہے کہ ہمارے اعمال کا بھی اس میں دخل ہے۔ ورنہ اگر دخل نہ ہوتا تو ہمارے دعا مانگنے کی کیا ضرورت تھی۔ پس یہ جو خطرہ ہے کہ شاید رسول کریم ﷺ کو مقامِ محمود نہ مل سکے۔ وہ یہ ہے کہ ایک مقامِ محمود وہ بھی ہے جو امت محمدیہ کے اعمال کے ذریعہ رسول کریم ﷺ کو ملنا ہے۔ اور چونکہ یہ خطرہ اسی کے متعلق ہے کہ شاید ہماری کمزوریوں کی وجہ سے رسول کریم ﷺ اس سے محروم رہ جائیں۔ اس لئے مسلمان اس مقامِ محمود کے لئے دعا مانگتے ہیں نہ اس کے لئے جو جنت سے تعلق رکھتا ہے۔ کیونکہ وہ تو آپ کو پہلے ہی مل چکا ہے۔ یہ ہے اس دُعا کی حکمت جسے مسلمانوں نے اس وقت تک نہیں سمجھا۔ ہم مانتے ہیں کہ قیامت میں بھی آنحضرت ﷺ کے لئے ایک مقامِ محمود مقرر ہے۔ لیکن اس کے لئے ہماری دعاؤں کی ضرورت نہیں۔ وہ تو آپکو مل چکا۔ ہاں جس کے لئے ہم دعا کرتے ہیں وہ ہمارے اعمال کے بدلے میں آپ کو ملنا ہے۔ جو مقامِ محمود جنت کے ساتھ تعلق رکھتا ہے اور جو آپ کو مل چکا ہے۔ اس کے لئے نہ کسی دعا کی ضرورت ہے اور نہ کسی کی بد دعا سے وہ اب آپؐ سے واپس لیا جا سکتا ہے۔ جس طرح کوثر آپ کو ملا۔ جس طرح دوسرے مقامات آپ کو ملے۔ اسی طرح وہ بھی آپ کو مل گیا۔ مگر وہ مقامِ محمود جس کے لئے دعا مانگی جاتی ہے وہ اس دنیا کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ پس ہمیں غور کرنا چاہئے کہ وہ کون سے ذرائع ہیں۔ جن سے آنحضرت ﷺ کو یہ مقامِ محمود مل سکتا ہے۔

اگر مسلمان خدا تعالیٰ کی باتوں پر سے اندھے ہو کر نہ گذر جاتے۔ اگر مسلمان خدا کے رسولؐ نے جو دعا سکھائی ہے اس کی حقیقت کو سمجھتے تو جان لیتے کہ کسی شخص کے لئے دو طرح کے ذرائع

مقام محمود پر پہنچنے کے لئے ہوا کرتے ہیں۔ پہلا یہ کہ دشمن اس کے نیست و نابود ہو جائیں۔ اور یوں اس کی مذمت کرنے والے ہی نہ رہیں۔ اور جب مذمت کرنے والے ہی نہ ہوں گے تو صرف تعریف کرنے والے رہ جائیں گے۔ اس طرح اسے مقامِ محمود حاصل ہو جائے گا۔ دوسرا طریق یہ ہے کہ دشمن کے لئے گرفت کا کوئی موقع نہ رہے یعنی اس کی زندگی اس قسم کی ہو کہ دشمن اس پر کوئی اعتراض نہ کر سکے۔ یہ صورت اگر ہو تو پھر بھی اس کی تعریف ہی ہوتی ہے۔ یہ دو طریق ہیں جن سے مقام محمود پر کوئی شخص کھڑا ہو سکتا ہے۔ ان دو کے سوا تیسرا اور کوئی طریق نہیں۔ جس سے کوئی شخص مقام محمود پر کھڑا ہو سکے اگر کسی کے دشمن نیست و نابود نہیں ہو گئے۔ اگر اس کے مخالف اس کے ہم خیال نہیں ہو گئے تب بھی اس کی تعریف نہ ہو گی۔ اور وہ مقام محمود پر نہ ہو گا۔ اور اگر اس کا کام نامکمل ہے تب بھی اس پر اعتراض ہوتے رہیں گے۔ اور لوگ گرفت کرتے رہیں گے۔ پس یہ دو باتیں ہیں جن سے کسی شخص کی حمد میں فرق آتا ہے کہ یا تو اس کے کام میں نقص ہو اور وہ غیر مکمل ہو یا اس کے دشمن قائم رہیں۔ اب ان دونوں باتوں کو مد نظر رکھ کر دیکھو کہ کیا رسول کریم ﷺ دنیا کے لحاظ سے مقام محمود پر پہنچ گئے۔ اور دعوت تامہ اور صلوٰۃ قائمہ جو اس مقام محمود کے پانے کے دو ذریعے ہیں۔ کیا مسلمانوں نے ان دونوں پر پورا پورا عمل کیا۔ اگر نہیں تو صاف ظاہر ہے کہ رسول کریم ﷺ کو وہ مقام محمود حاصل ہونے میں جو ہمارے اعمال سے وابستہ ہے۔ مسلمانوں کی سستیاں اور کوتاہیاں روک بنی ہوئی ہیں۔ ایک شخص جب یہ دعا پڑھتا ہے تو یہ کہتا ہے اے خدا تو نے ایسی ندا کی ہے جو تامہ ہے۔ جو لوگوں کو تیری طرف بلاتی ہے یہ تبلیغ ہے۔ دوسری بات صلوٰۃ قائمہ ہے جس سے اصلاح نفس مراد ہے۔ قائم اسے کہتے ہیں جس کا نفع قائم رہے۔ اور اس کی ضرورت مندی نہ ہو۔ کہتے ہیں بازار قائم ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوتا ہے خوب سودا بکتا ہے۔ اسی طرح صلوٰۃ قائم ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمیشہ اس کے فائدے قائم رہتے ہیں۔ ان دونوں باتوں کو دیکھ کر ہم دعا کرتے ہیں۔ اے خدا جس کے وجود کے ذریعہ ہمیں یہ فائدے نصیب ہوئے اسے زیادہ قرب عطا کر۔ اور اس کو وہ مقامِ محمود دے جو ہمارے اعمال کے ذریعہ ملنا ہے۔

غرض اس دعا میں ایک طرف تو تبلیغ کی طرف توجہ دلائی ہے اور دوسری طرف اندرونی اصلاح کی طرف متوجہ کیا ہے اگر مسلمان اس کو سمجھ لیں۔ اور تبلیغ کے کام میں لگ جائیں تو دنیا مسلمان ہو سکتی ہے۔ اس طرح جب رسول کریم ﷺ کے حکم کو برا کہنے والا کوئی نہ رہے گا تو آپ اس مقام محمود پر کھڑے ہو جائیں گے جس کے لئے مسلمانوں کو یہ دعا سکھلائی گئی ہے یعنی

آپ کو مقام محمود حاصل ہو جائے گا۔ خدا مسلمانوں کو توفیق دے کہ رسول کریم ﷺ ان کے ذریعے اس مقام محمود پر کھڑے ہو جائیں یہ وہ کام ہے جس میں اگر مسلمان غفلت کریں تو رسول کریم ﷺ کو مقام محمود حاصل نہیں ہو سکتا باقی جو قیامت کے دن کا مقامِ محمود ہے وہ خدا تعالیٰ کے ساتھ تعلق رکھتا ہے اور وہ تو آپ کو مل چکا ہے۔ جو آپ کو ملنے والا ہے اور جو آذان اور نماز کے ساتھ تعلق رکھتا ہے وہ ساری دنیا کو تبلیغ کر کے آپ کے ثنا خوانوں میں داخل کرنا اور اپنی اصلاح کرنا ہے۔ اذان تبلیغ کی قائم مقام ہے اور نماز اصلاح کی قائم مقام پس مسلمانوں کا یہ فرض ہے کہ ایک طرف تبلیغ کریں اور دوسری طرف اصلاح نفس۔ پھر آنحضرت ﷺ اس مقام محمود پر پہنچ سکتے ہیں جو ہمارے اعمال سے تعلق رکھتا ہے۔ تبلیغ ہو اور اس حد تک ہو کہ دنیا کے سب لوگ آپ کی تعریف کرنے والے ہو جائیں اور کوئی بھی برائی اور مذمت کرنے والا باقی نہ رہے۔ پھر اصلاح نفس ہو۔ اور اس درجہ تک ہو کہ دشمن اور سخت سے سخت مخالف بھی اگر ایک مسلمان کو دیکھیں۔ تو اس کی تہذیب اس کی شائستگی اس کے تقویٰ اس کی طہارت اور اس کے تزکیہ کو دیکھ کر کہہ اٹھیں واہ واہ کیا ہی اچھا اور اعلیٰ نمونہ ہے۔ اور مبارک ہے وہ استاد جس نے ان کو ایسا بنایا۔

لیکن اگر تبلیغ نہ کی جائے تو آنحضرت ﷺ کی تعریف کرنے والوں کا دائرہ بہت محدود ہو جائے گا۔ اور مذمت کرنے والوں کا دائرہ بہت بڑھ جائے گا۔ اور جو تعریف کرنے والے ہونگے۔ ان میں سے بھی بہت مذمت کرنے والوں کی طاقت سے ڈر کر تعریف نہ کریں گے۔ اس طرح آپ کی مذمت کرنے والے تو بڑھتے رہیں گے۔ اور تعریف کرنے والے کم ہوتے جائیں گے۔ اور جب تعریف کرنے والوں کی کمی ہو اور مذمت کرنے والوں کی کثرت تو کس طرح رسول کریم ﷺ کے متعلق کہا جا سکتا ہے کہ دنیا کے لحاظ سے آپ کو مقام محمود حاصل ہو گیا۔

آنحضرت ﷺ کو مقام محمود تک پہنچانے کے دو ہی ذریعے ہیں۔ اور وہ یہ کہ دوسروں میں تبلیغ اور اپنی اصلاح نفس۔ جو شخص تبلیغ کو کمال درجے تک پہنچاتا ہے۔ اور نفس کی اصلاح رات دن کرتا رہتا ہے۔ وہ تو حقدار ہے کہ کہے اے خدا تو رسول کریم ﷺ کو مقامِ محمود پر کھڑا کر۔ لیکن جو شخص نہ تبلیغ کرتا ہے۔ اور نہ اپنے نفس کی اصلاح۔ اس کا حق نہیں کہ کہے **وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا** کیا اس کی دعا اس کے منہ پر نہ ماری جائے گی کہ کیا سڑی گلی چیز لایا ہے۔ دنیا میں ایسے بے شمار لوگ ہیں جو رسول کریم ﷺ کو گالیاں دیتے ہیں تو ان میں تبلیغ نہیں کرتا ان کو اسلام میں نہیں لاتا۔ اور نہ اپنے نفس کی اصلاح کرتا ہے اور منہ سے کہتا ہے۔ محمد رسول اللہ ﷺ کو مقام

محمود عطا کر۔ یہ تو تمہارا کام ہے کہ تم رسول کو اس مقام پر کھڑا کرو۔ پس یہ ایک ایسی اعلیٰ درجہ کی دعا تھی۔ جس میں مسلمانوں کو انکی زندگی کا سارا کام بتا دیا گیا تھا۔ مگر افسوس کہ مسلمان دن میں کئی بار پڑھنے کے باوجود اس کی حقیقت سے غافل ہیں۔

اسلام کے ابتدائی ایام میں اس کی طرف توجہ ہوئی لیکن بعد میں سینکڑوں سال سے غفلت ہو رہی ہے۔ اب احمدی جماعت نے پھر اس زمانہ میں اس کی طرف توجہ کی ہے۔ مگر یہ سارے مسلمانوں کا فرض ہے کہ اس وقت وہ اس دعوۃ تامہ میں لگ جائیں۔ مسلمان کہتے ہیں اسلام وہ تلوار ہے جس کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا پھر کیا مسلمانوں کا یہ کام نہیں کہ وہ اس تلوار کو لے کر گھروں سے نکلیں لیکن مسلمان اس طرف سے غافل ہیں۔ کیا ایک شخص جو جانتا ہے کہ میرے ہتھیار تیز ہیں اور میری تلوار کا کاٹا بچتا نہیں۔ وہ دشمن کے حملہ کرنے کے موقع پر گھر میں بیٹھا رہتا ہے۔ اگر واقعہ میں مسلمانوں کو یقین ہوتا کہ یہ وہ تلوار ہے جس کا کاٹا بچتا نہیں تو وہ ضرور اسے استعمال کرتے۔ وہ مومنوں سے ہزار دفعہ اٰتِ مُحَمَّدَا نِ الْوَسِیْلَةَ وَالْفَضِیْلَةَ کہیں۔ وہ کہتے رہیں کہ اے خدا تو آنحضرت ﷺ کو وسیلہ اور فضیلت دے۔ مگر اس کا کیا فائدہ جب تک وہ ایسے کام نہیں کرتے جن سے رسول کریم ﷺ کو یہ مقام محمود مل سکتا ہے۔ سوچو آنحضرت ﷺ کو وہ مقام کیونکر ملے جس کا تعلق ہم سے ہے۔ جب کہ ہماری طرف سے اس کے لئے کوشش نہیں ہوتی۔ ایک جرنیل ایسے وقت میں جب لڑائی ہو رہی ہو اپنے گھر کے دروازے بند کرے۔ زرہ اتار دے۔ ہتھیار الگ کر دے۔ چارپائی پر لیٹ جائے۔ لحاف اوڑھ لے۔ اور منہ سے کہے۔ ہمارے بادشاہ کا ملک وسیع ہو جائے۔ اسے فتح حاصل ہو۔ تو کون اسے عقلمند اور بادشاہ کا خیر خواہ کہے گا۔ جب جنگ شروع ہے تو اس کا فرض ہے کہ ہتھیار لگا کر باہر آئے اور لڑے۔ پھر یہ کہے تو بادشاہ کا خیر خواہ کہلائے گا۔ ورنہ اگر گھر میں بیٹھا رہتا ہے۔ تو وہ انعام کا مستحق نہیں سزا کا مستحق ہے۔ اور اس لائق ہے کہ سربازار اس کے جوتے لگائے جائیں۔ کیونکہ وہ جنگ کے وقت لحاف اوڑھ لیتا اور صرف منہ سے کہتا ہے ہمارے بادشاہ کا ملک وسیع ہو۔ صرف منہ سے کہنے سے بادشاہ کا ملک وسیع نہیں ہو گا بلکہ جنگ کرنے سے ہو گا۔ اگر وہ سچا ہے تو اسے چاہئے تھا کہ تلوار لے کر باہر آتا اور دشمن سے لڑتا۔ لیکن بغیر لڑنے کے جو ایسا کہتا ہے۔ جھوٹ کہتا اور سزا کے لائق ہے۔

وسیلہ اور فضیلت یہ ہے کہ تبلیغ اور اصلاح کے ذریعہ رسول کریم ﷺ کو وہ مقام محمود حاصل ہو۔ جو پہلے نبیوں کو نہیں ملا۔ اور یہ اسی طرح ہو سکتا ہے کہ مثلاً اگر حضرت موسیٰ دس

آدمیوں کے متعلق کہیں کہ ان کو میرے ذریعہ ہدایت ہوئی۔ تو محمد رسول اللہ ﷺ کئی ہزار کو پیش کر دیں کہ ان کو میرے ذریعے ہدایت ہوئی ہے۔ حضرت موسیٰؑ اگر ایک کروڑ کو لائیں تو آنحضرت ﷺ دس کروڑ کو لا کھڑا کریں کہ ان کو میرے ذریعے ہدایت ہوئی ہے۔ اور میرے ذریعے انہوں نے اصلاح پائی ہے۔ کیا یہ فضیلت ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بیٹھے رہنے سے حاصل ہو سکتی ہے ہرگز نہیں یہ تبلیغ اور نفس کی اصلاح سے ہی حاصل ہو گی۔ دیکھو ایک شخص زمین میں دانہ ڈالتا نہیں اور غلہ کے لئے دعا کرتا ہے تو صرف دعا سے اس کا غلہ کیسے بڑھے گا۔ مسلمان بھی جب تک کام نہ کریں اور جب تک تبلیغ نہ کریں کیسے بڑھ سکتے ہیں۔ مسلمانوں نے اگر پہلے نہیں سمجھا تو اب اچھی طرح سمجھ لیں کہ یہ ان کا فرض ہے کہ وہ اٹھ کھڑے ہوں۔ اور دنیا کا کوئی کونہ نہ رہ جائے جس میں پہنچ کر وہ تبلیغ اسلام نہ کر رہے ہوں۔ اگر آنحضرت ﷺ ساری دنیا کی اصلاح کی تعلیم لائے تھے۔ اور یقیناً لائے تھے تو مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ اس رنگ میں اپنی اصلاح کریں کہ دنیا کے لوگ پکار اٹھیں۔ محمد رسول ﷺ کیسے انسان تھے۔ جنہوں نے اس قسم کے لوگ پیدا کر دیئے۔ مگر افسوس ہے کہ مسلمان اپنی اصلاح کرتے ہیں اور نہ تبلیغ۔

یہ زمانہ اسلام پر بہت نازک زمانہ ہے اس میں خصوصیت سے آنحضرت ﷺ پر حملے ہو رہے ہیں۔ جس طرح بھی ممکن ہو دشمن آپ کی ہر بات پر اعتراض کر کے اسے بڑی مشکل میں پیش کر رہے ہیں۔ رنگیلا رسول کے مصنف کو اگر ۱۸ ماہ کی قید ہو گئی تو کیا۔ اور اگر دس سال کی قید ہو جائے تو کیا۔ کیا اس سے رسول کریم ﷺ مقامِ محمود پر کھڑے ہو جائیں گے۔ یہ تو ایک سرکاری جج نے فیصلہ کیا ہے کہ رنگیلا رسول کے مصنف کو سزا دیکر ظاہر کیا کہ محمد رسول اللہ ﷺ ان باتوں کے مستحق نہیں جو آپ کے متعلق کہی گئیں۔ مگر یاد رکھو رسول کریم ﷺ انگریزوں کی یا کسی اور کی دی ہوئی تعریف کے ذریعہ مقامِ محمود نہیں پا سکتے۔ سینکڑوں ہزاروں گالیاں دینے اور مذمت کرنے والوں میں سے اگر ایک شخص کو سزا مل گئی تو کیا ہوا۔ اس طرح نہ وہ گالیاں دینی چھوڑے گا اور نہ ہی ایسے لوگ پیدا ہونے میں کمی ہو گی۔ اس کا تو ایک ہی ذریعہ ہے کہ اگر مسلمان اپنے طریق سے یہ بات ثابت کر دیتے۔ اپنے چال چلن سے یہ بات ثابت کر دیتے ہیں۔ اپنے تقویٰ اور دینداری سے یہ بات ثابت کر دیتے کہ وہ متقی اور پرہیزگار ہیں۔ وہ دیانتدار ہیں۔ محنتی ہیں۔ کوشش کرنے والے ہیں اور علوم و فنون میں ترقی کرنے والے ہیں۔ تو لوگ خود ہی تعریف کرتے اور خود ہی آنحضرت ﷺ کی خوبیاں بیان کرتے۔ پھر اگر ہزار رنگیلا بھی نکلتے تو ان کا کوئی اثر نہ

ہوتا۔ یا اگر مسلمان تبلیغ کے لئے کھڑے ہو جاتے۔ اور ان لوگوں میں سے جو اعتراض کرتے ہیں لاکھوں کو مسلمان بنا لیتے۔ تو مذمت کرنے والے کم اور مدح کرنے والے زیادہ ہو جاتے اور آنحضرت ﷺ کی حمد بڑھنی شروع ہو جاتی۔

میں اس موقع پر خصوصیت سے اپنی جماعت کے لوگوں سے کہتا ہوں کہ وہ کھڑے ہو جائیں۔ ایک مکمل ندا اور ایک کامل عبادت ان کو دی گئی ہے جس کے نتائج یقینی ہیں۔ ان سے فائدہ اٹھانا چاہئے۔ کیونکہ ان سے اگر فائدہ اٹھایا جائے گا تو آنحضرت ﷺ کی مذمت کرنے والوں کی تعداد کم ہو جائیگی اور مدح کرنے والوں کی تعداد بڑھ جائے گی۔ یہی وہ طریق ہے جس سے تم رسول کریم ﷺ کو مقامِ محمود پر کھڑا کر سکتے ہو۔ اور یہ تمہارے اختیار میں ہے۔ چاہو تو آپ کو اس منبر پر کھڑا کر دو جس پر آپ کی تعریف ہو۔ اور چاہو تو اس جگہ پر آپ کو لے آؤ جہاں آپ کی مذمت ہو۔ لیکن اس صورت میں تمہارا یہ دعا مانگنا کہ اے خدا آنحضرت ﷺ کو مقام محمود پر کھڑا کر تمسخر ہو گا ہتک ہو گی اور بے عزتی ہو گی۔

میں اپنی جماعت کے سوا باقی مسلمانوں کو بھی توجہ دلاتا ہوں کہ اگر وہ پہلے نہیں سمجھے تو آج میرے ذریعے اس دعا کو سمجھ لیں۔ اور اس شخص کے ذریعے اس دعا کو سمجھ لیں جسے خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے اس کا مطلب سمجھایا اور جس کے دل میں اسلام کا درد ہے۔ اس میں ان کی کوئی ہتک نہیں۔ اگر وہ میرے ذریعہ اس دعا کو سمجھ لیں گے۔ تو پھر بھی وہ معزز کے معزز ہی رہیں گے۔ لیکن دشمنوں کی یہ بدسلوکی دیکھ کر بھی وہ اگر اب اس طرف توجہ نہ کریں تو دوہرے مجرم ہونگے ایک پہلے کام نہ کرنے کے اور دوسرے اس وقت غفلت کرنے کے اور اس دعا کو نہ سمجھنے کے۔ پس میں پھر ان سے کہتا ہوں کہ اگر اسلام کا درد ان کے اندر ہے تو وہ اس دعا کے مطلب کو مجھ سے سمجھ لیں اور پھر اس پر عمل کریں۔

میں خدا تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ ہمیں اس بات کی توفیق دے کہ ہم اس کے دین کے لئے کوشش کرنے والے ہوں تقویٰ حاصل کرنے والے ہوں۔ اور ان برکتوں کو جو اسلام لایا دنیا میں پھیلا دیں۔ اور آنحضرت ﷺ کی لائی ہوئی تعلیم کو دنیا کے کونہ کونہ میں پہنچا دیں۔ (کیونکہ اس طرح آپ کی مذمت کرنے والے کم ہو جائیں گے۔ اور دین کو پھیلانے والے اور آنحضرت ﷺ کی مدح کرنے والے زیادہ ہوں گے)۔ اَللّٰھُمَّ اٰمِیْنَ یَارَبَّ الْعَالَمِیْنَ۔

خطبہ ثانیہ میں فرمایا:

میں دوستوں کو اطلاع دینا چاہتا ہوں کہ آج جمعہ کی نماز کے بعد انشاء اللہ میں ایک مخلص نوجوان کا جنازہ پڑھاؤں گا چودھری ظہور حسین صاحب بی-اے جو شملہ میں ملازم تھے- اور یہاں سے قریب اسی ضلع کے ایک گاؤں چودھری والہ کے رہنے والے تھے- پچھلے دنوں اپنے گاؤں میں فوت ہو گئے ہیں- ان کا جنازہ پڑھنے والے ان کے بھائی اور ایک آدھ اور احمدی تھے- علاوہ ازیں وہ اپنی عمر کے لحاظ سے اعلیٰ درجہ کے مخلص اور ایک امید افزا وجود تھے- نوجوانوں میں بعض خصوصیتیں ہوتی ہیں- اور ہماری جماعت کے نوجوان دوسرے نوجوانوں سے اچھے ہوتے ہیں- ان میں سے جو کمزور اور کمتر درجے کے نوجوان ہیں- وہ بھی دوسرے نوجوانوں سے اچھے ہوتے ہیں- لیکن چودھری ظہور حسین صاحب ہماری جماعت کے اچھوں میں بھی فضیلت رکھتے تھے- گورنمنٹ آف انڈیا میں اچھے عہدہ پر ملازم تھے- اور ایک ایسے مقام پر رہتے ہوئے جہاں ہر قسم کے آرام اور دنیادی عزت کے سامان تھے- وہ اس طرح کی زندگی بسر کرنے سے بیزار تھے- متواتر دو تین سال سے وہ مجھے خط لکھ رہے تھے کہ اگر اجازت دیں- تو میں ملازمت چھوڑ کر اپنے رشتہ داروں کو تبلیغ کرنے میں مصروف ہو جاؤں- مگر میں نے ان کو اجازت نہ دی کہ شاید وہاں ان کے ذریعے زیادہ فائدہ ہو- اس طرح گویا ان کی نوکری بھی میرے ہی حکم سے تھی- کیونکہ میرے حکم سے وہاں ٹھہرے ہوئے تھے- علاوہ ازیں ان میں سلسلے کے لئے غیرت تھی- اور ایسے لوگ جن کے متعلق کہا جاسکتا ہے- خواہ کچھ ہو جائے ان کے ایمان میں تزلزل نہیں آسکتا وہ ان میں سے تھے- اللہ تعالیٰ کی کوئی حکمت ہوگی کہ ان کو اٹھالیا- میں ان کا آج جنازہ پڑھاؤں گا ان کے والد جماعت میں داخل نہیں- جن کے احمدی ہونے کے متعلق ان کے دل میں بڑی تڑپ تھی- دوست دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کو سلسلہ میں داخل کرے- ان کا ایک بچہ اور شاید دو لڑکیاں ہیں- ان کے لئے بھی دعا کریں کہ خدا تعالیٰ ان کا حافظ و ناصر ہو-

(الفضل ۱۰/ مئی ۱۹۲۷ء)